مکالمہ شیعہ و احمدی

نمبر ۱۴

شیعہ :۔ اچھا پھر تبرائے صحابہ جیسے مکروہ عقیدہ کا بانی و سبانی کون ہوا ہے؟ کیا جناب علی علیہ السلام نے حکم دیا تھا یا شیعوں نے خود ہی اسکو تجویز کر کے داخل عقائد کر لیا ہے؟

احمدی :۔ آپ نے نہایت عجیب سوال کیا ہے۔ بے شک یہ معلوم کرنا بھی ضروری تھا کہ یہ مکروہ و مذموم عقیدہ تبرا جو اس قدر قرآن و حدیث و سیرۃ ائمہ و بزرگان اہلبیت کرام کے برخلاف ہے۔ تو پھر اس کا بانی و مبانی کون ہوا ہے۔ اس راز کی حقیقت بھی خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسی معتبر کتاب شیعہ سے معلوم ہوئی ہے۔ کہ منصف مزاج کو دیکھ سنکر پسینہ آجائے۔

سنئے جناب اس عقیدہ کا بانی بھی وہی غالیوں کا قبلہ و کعبہ ابن سبا ہوا ہے جس نے غلو محبت میں نصاریٰ کی طرح جناب علی علیہ السلام کو اوصاف الوہیت سے موصوف کر دیا۔ اور آنجناب کی رجعت کا عقیدہ تجویز کیا۔ اور اس سے عقیدہ رجعت شیعہ مذہب کا اصل اصول بنا۔ چنانچہ ایک مشہور حدیث امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ جو کوئی ہماری رجعت کا قائل نہ ہو۔ وہ ہمارا شیعہ ہی نہیں ہے۔

قال الصادق لیس منا من لم یؤمن برجعتنا۔ ٹائٹل پیج رسالہ رجعت فارسی مجلسی مطبوعہ لکھنؤ

اب میں اصل عبارت کتاب سے عرض کرتا ہوں :۔

"ذکر بعض اھل العلم ان عبد اللہ بن سبا کان یھودیا فاسلم و والی علیا علیہ السلام وکان یقول وھو علی یھودیتہ فی یوشع بن نون وصی موسیٰ بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی علی علیہ السلام مثل ذلک وکان اول من اشھر بالقول بفرض امامۃ علیؑ و اظھر البرائیۃ

من اعدائیہ وکاشف مخالفیہ واکفرھم فمن ھھنا قال من خالف الشیعۃ اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیھودیۃ ۔ دیکھو کتاب رجال شیخ ابو عمر الکشی مطبوعہ بمبئی صلا ترجمہ عبد اللہ ابن سبا۔

ترجمہ۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ عبد اللہ ابن سبا پہلے یہودی تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ اور جناب علی علیہ السلام کو دوست رکھتا تھا۔ اور جب وہ یہودی تھا۔ تو یوشع بن نون جو حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے۔ ان کے حق میں غلو کیا کرتا تھا۔ اور جب مسلمان ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جناب علی علیہ السلام کے حق میں ویسا ہی کہنے لگا۔ اور وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے جناب علی علیہ السلام کی امامت کو فرض قرار دیا۔ اور پہلا شخص ہے۔ جس نے آنجناب کے دشمنوں سے تبرا کرنا بتایا۔ اور آپ کے مخالفین کی عیب جوئی و تکفیر کرتا تھا (مخالفوہ فسقۃ محاربوہ کفرۃ۔ محقق طوسی) اسی بنا پر جو لوگ شیعہ کے مخالف ہیں۔ کہنے لگ گئے۔ شیعہ مذہب اور رفض سب یہودیوں سے نکلا ہوا ہے۔

بقول شخصے ؎ اے ابن سبا ایں ہمہ آوردۂ تست

شیعہ:۔ اچھا عبد اللہ ابن سبا کے متعلق کچھ اور بھی سنائیے۔ مگر شیعوں کی کتابوں سے ہو؟

احمدی:۔ لیجئے میں کتاب رجال کشی سے ہی ایک اور حوالہ عرض کر دیتا ہوں:۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام انا اھل البیت صدیقون لا نخلو من کذاب یکذب علینا ویسقط صدقنا بکذبہ علینا عند الناس لجحتہ واصدق البریۃ لھجۃ وکان مسیلمۃ کذاب یکذب علیہ وکان امیر المومنین علیہ السلام اصدق من براء اللہ بعد رسول اللہ وکان الذی یکذب علیہ ویعمل فی تکذیب صدقہ ویفتری علی اللہ الکذب عبد اللہ بن سبا۔ رجال کشی طہ

ترجمہ:۔ فرمایا جناب امام صادق علیہ السلام نے کہ ہم لوگ تو صدیق خاندان سے ہیں لیکن ایسے کذابوں سے خالی نہیں ہیں۔ جو ہم پر جھوٹ باندھتے۔ اور ہم پر جھوٹ باندھ کر لوگوں کے دلوں سے ہمارے صدق کو زائل کرتے ہیں (جھوٹی روایات

ہمارے نام سے بناکر لوگوں کو سناتے ہیں۔ جن کو مارے تعجب کے وہ ہماری صداقت سے بدگمان ہو جاتے ہیں) دیکھو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بات کہنے میں سارے جہان کے لوگوں میں سے زیادہ سچے تھے۔ لیکن مسیلمہ کذاب آپ کی طرف سے جھوٹ موٹ باتیں بناکر مشہور کرتا۔ اور اسی طرح جناب علی علیہ السلام جو بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب ابرار میں بہت ہی صادق تھے۔ لیکن جو شخص کہ ایسے اخلاق پر بھی جھوٹ باندھتا اور آنجناب کے صدق کی تکذیب میں لگا رہتا اور اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا۔ وہ عبداللہ بن سبا تھا۔

اور سنئے۔ زندیقوں کا گروہ تاریخ اسلام میں بدترین معاند و مخالف اسلام مانا گیا ہے۔ اور ان کے اعتراضات وشبہات کے تذکرے بزرگان دین ومتکلمین کی کتابوں میں اب تک موجود ہیں۔ مثلاً مجھ کو یاد پڑتا ہے۔ مولانا شبلی صاحب کی کتاب تاریخ علم کلام میں جب وہ تازہ تازہ ہی چھپ کر شائع ہوئی تہی۔ زندیقوں کا یہ اعتراض معہ جواب کے دیکھا تہا۔ کہ آیت ولکن شبہ لہم میں جو ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے بجائے عیسیٰ علیہ السلام کے ایک اور بے گناہ شخص کو مصلوب کردیا۔ اس سے تو ظلم و بے انصافی باری تعالیٰ کی معلوم ہوتی ہے۔ پھر یہ کیسے خدا کا کلام ہو سکتا ہے۔ تو اس کا جواب علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے یہ دیا گیا۔ کہ معترضین نے اس آیت کے معانی میں غلطی کھائی ہے۔ دراصل یہ معنی کہ ایک دوسرے شخص پر مسیح کی شکل ڈالی گئی۔ درست ہی نہیں ہیں۔ یعنی شبہ سے مراد القائے شبہ شخص نہیں بلکہ اشتباہ حقیقت ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ زندیقوں کا فرقہ قرآن مجید پر مخالفانہ حملے کر کے مسلمانوں کو بداعتقاد بنانے میں مشہور رہا ہے۔ آپ کو معلوم کر کے کس قدر تعجب ہوگا کہ بقول بعض محققین اس کے گرو گھنٹال بھی یہی ابن سبا ہی ہوئے ہیں۔ جیسے کہ شیعوں کی نہایت ہی مستند اور معتبر کتاب مجمع البحرین میں زندیق کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے۔

وقیل ھم قوم من السبائیۃ اصحاب عبد اللہ بن سبا اظہر الاسلام

ابتغاء الفتنة وتضليلاً للاسلام فسعیٰ اولاً باثارة الفتنة علےٰ عثمان ثم انضوی الی الشیعة واخذ فی تضلیل جھالھم حتی اعتقدوا انی علی العبودیة (الالوہیة)

فاستتابھم علےٰ فلم یتوبوا فاحرقھم مبالغة فی النکایة - مجمع البحرین صد ۴۳۵ - زیر لفظ زندق -

ترجمہ :- اور کہا گیا ہے - کہ زندیق سبائیون یعنے عبداللہ بن سبا کے ساتھی ہیں - جو کہ محض فتنہ پردازی اور اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی غرض سے مسلمان ہو گیا تھا تو پہلے تو اس نے عثمان کے برخلاف فتنہ کی آگ بھڑکائی - پھر شیعہ کی طرف متوجہ ہو کر ان کے جہلا کو خراب کیا - یہاں تک کہ وہ جناب علی علیہ السلام کی الوہیت کے قائل ہو گئے - اسپر جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کرو - لیکن انہوں نے اس عقیدہ سے توبہ نہ کی - جسپر علی علیہ السلام نے سخت عبرت دلانے کی خاطر ان کو جلوا ہی دیا -

ایک اور حوالہ کتاب ناسخ التواریخ سے عرض کرنا رہ گیا - اگرچہ وہ اپنے محل سے پیچھے آپڑا ہے تاہم چونکہ مجھ ہیچمدان کو اپنی قابلیت انشاپردازی دکھلانا مدنظر نہیں بلکہ مدنظر محض ہدایت عامہ برادران اسلامی ہے - اسجگہ بھی اس کا بیان کر دینا چنداں غیر موزوں نہیں ہے - معزز ناظرین ! آپ کو یاد ہوگا - قبل ازیں کسی جگہ میں نے جناب علی علیہ السلام کے ایلچی کی زبانی اس مکالمہ سے جو اس کا ہمراہ حرقوص رئیس خوارج ہوا تھا - مسئلہ تبرا کے خلاف استدلال کیا تھا - اب جو واقعہ میں عرض کرتا ہوں - یہ بھی اسی قسم کا مکالمہ ہے - جو ایک دوسرے ایلچی کی زبانی خوارج سے واقعہ ما سبق سے بھی پیشتر ہو چکا تھا گویا ایک نہ شد دو شد - میرے دعویٰ کی دو چند تائید و تصدیق ہو گئی والحمدللہ علیٰ ذالک ؂

واضح ہو کہ اس ایلچی کا نام نامی عبداللہ بن خباب ہے - جو جناب علی علیہ السلام کے عامل تھے - اور جب خوارج نہروان کی طرف روانہ ہوئے - تو ان سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی - اور اثنائے ملاقات میں کچھ سوال و جواب ہوئے - مثلاً یہ کہ تو ابوبکرؓ و عمرؓ

کے حق میں کیا کہتا ہے۔ عبداللہ نے تعریف کی۔ پھر انہوں نے کہا۔ عثمان کے حق میں اور جو فعل کہ عہد خلافت میں ان سے سرزد ہوا کیا کہتا ہے۔ عبداللہ نے ان کی بھی تعریف کی پھر پوچھا کہ جناب علی علیہ السلام کے حق میں بعد اس کے کہ انھوں نے معاویہ کے حق میں ثالثی کا فیصلہ منظور کیا۔ کیا کہتا ہے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ آنجناب تم سے زیادہ دانا و بینا اور محافظ دین تھے۔ جب یہاں تک بات چیت ہولی۔ تو خوارج عبداللہ کو نہر کے کنارے لے گئے۔ اور زمین پر سُلا کر ان کا سر تن سے جُدا کر دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور ان کا خون نہر میں بہا دیا۔ لیکن وہ پانی میں آمیختہ نہ ہوا۔ بلکہ مثل رسہ کے سطح آب پر بہتا چلا گیا۔ جناب علی علیہ السلام کو اس سفاکانہ قتل کی جب خبر پہنچی۔ تو آپ کو سخت قلق ہوا۔ اور خوارج کے حق میں بددعا فرمائی۔ اور ایک خطبہ بلیغ پڑھ کر اصحاب کو خوارج کے قتل پر آمادہ اور نہروان کی طرف کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اصل الفاظ موقعہ مطلوبہ کے بزبان مورخ یہ ہیں :-

" گفتند درحق ابوبکر و عمر چہ گوئی ؟ ایشاں را ثنا گفت۔ گفتند درحق عثمان و کردار او در شش خلافت او چہ گوئی عبداللہ نیز او را بستود۔ دیکھو ناسخ التواریخ جلد سیم از کتاب دویم کتاب خوارج مطبوعہ ایران۔

ایک اور حدیث بھی جاتے جاتے سن لو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ناجی فرقہ کی علامت یہ ہے کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رسول کی سیرت پر ہو۔ وفی الحدیث قیل یا رسول اللہ وما الفرقۃ الناجیۃ قال ھو ما نحن علیہ واصحابی۔ دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ نجا۔ صد ۸۲۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جس گروہ پاک کی پیروی اور اسوۂ حسنہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موجب نجات بیان فرمائیں۔ شیعیان علی اسی گروہ کے اصلی دشمن ہیں۔ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ میں نے بمشکل کسی شیعہ عالم کی زبانی مہاجرین و انصار یا صحابہ کی تعریف میں کوئی کلمہ سنا ہے۔ اور ایسا ہی حال انکی کتابوں کا ہے کہ اس ذکر خیر سے معرا ہیں۔ حالانکہ بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے از روئے قرآن مجید اگر کوئی گروہ واجب الاتباع اور مفترض الطاعت ثابت ہو سکتا ہے۔ تو میں ڈنکے کی چوٹ بآواز بلند عرض کرتا ہوں کہ

وہ مہاجرین و انصار کا گروہ ہے نہ ماسوا ان کے۔ اور صحابہ سے مراد بھی یہی خدا کے پیارے مہاجرین و انصار ہیں۔ جنھوں نے دین کی خاطر اپنے وطن و خانمان وغیرہ کی پرواہ نہ کی۔ اور خدا کا نام لے کر دین سے جدا کرنیوالی سب چیزوں سے جدا ہو گئے۔ اور مکہ کو چھوڑ کر مدینۃ الرسول کو جا کر اپنا مسکن و مدفن بنایا۔ اور اسی طرح انصار جنھوں نے اپنے نئے بھائیوں کی خاطر و مدارات میں بلا کسی قسم کے دریغ کے وہ بے نظیر ایثار دکھایا ہے۔ جس کی نظیر مہذب سے مہذب اقوام میں پائی جانی مشکل ہے۔ اور پھر جنکی تعریف نہ ایک دو جگہ بلکہ متعدد آیات میں موجود ہے۔ آیۃ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذالک الفوز العظیم۔ سورہ توبہ رکوع ۱۳ کو بغور مطالعہ فرماؤ۔ اور بتاؤ کہ اب بھی مجمع البحرین والی مذکورہ بالا حدیث کی تصدیق کرتے ہوئے صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عموماً اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ خصوصاً جن سے بڑھ کر ہجرت و نصرت دین میں کسی نے حصہ نہیں لیا۔ بجائے تبرا کے تولا رکھو گے یا نہ؟ ورنہ خدا کے واسطے بتلاؤ کہ ازیں بعد مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں میں سے شیعوں کا اپنے ہی فرقہ کو فرقہ ناجیہ قرار دینا اور اپنے آپ کو تابع قرآن و سنت رسول ظاہر کرنا کہاں تک قرین انصاف ہے۔ اور کونسے دلائل بینہ پر مبنی ہے۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس باطل عقیدہ تبرا صحابہ کرام کو شیعہ برادران سے مثل حرف غلط نسیاً منسیاً کر دے۔ اور ان کو اصل سیرت اہل بیت کرام پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

بحرمت حضرت سید المرسلین واصحابہ وآلہ الطیبین المطہرین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہوا خواہ فریقین

عاجز خادم حسین از مقام کوئٹہ

۲۶۔ فروری ۱۹۱۹ء

اطلاع ضروری
[illegible]